عطاری پبلیشرز
دوکان نمبر 12 شاہراہ فیضان مدینہ (بی روڈ)، ڈاکخانہ، لیاقت آباد کراچی
فون: 0300-9279354 - 0320-4333547

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

وسیلہ طریقہ صحابہ

مصنف:

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ
بہاولپور پاکستان

باہتمام:

حضرت علامہ محمد حمزہ علی قادری دامت برکاتہم العالیہ

ناشر:

عطاری پبلشرز بمقابل یونائیٹڈ فلور، کمرہ نمبر 47-49
حسرت موہانی روڈ نزد جیمبر آف کامرس، (مدینۃ المرشد) کراچی
فون 2432429 موبائل 0320-4333547

نام کتاب : **وسلئہ طریقہ صحابہ**

مصنف : محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ بہاولپور پاکستان

باہتمام : حضرتِ علامہ محمد حمزہ علی قادری دامت برکاتہم عالیہ

ناشر : عطاری پبلشرز ہریڈایونیو ٹائن فلور، کمرہ نمبر 49-47

فون 2432429 موبائل 0320-4333547

ضخامت : 32 صفحات

قیمت : [illegible] روپے

کمپوزنگ : عبید رضا عطاری کمپوزنگ (603734)

☆ ملنے کا پتہ ☆

۱۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

۲۔ مکتبہ غوثیہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبر ا کراچی فون 4943368

۳۔ صفہ پبلشرز سولجر بازار، گلزار حبیب کراچی

۴۔ مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی/ شہید مسجد کھارادر کراچی 2314045

۵۔ مکتبہ المصطفیٰ /۴۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ ابدائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی۔

۶۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی فون 203918

۷۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ آرام باغ کراچی فون 2637897

۸۔ مکتبہ البصری چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ فون 641926

۹۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور/ ۹۔ سنی کتب خانہ۔ مرکز

۱۰۔ اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۱۰۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

۱۱۔ قادری کتب خانہ ۹۰ بخشی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون: 591008

۱۲۔ مکتبہ ضیائیہ بوھر بازار راولپنڈی فون 552781 ۱۳۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

۱۴۔ مکتبہ قطب مدینہ، صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی۔

فہرست مضامین

☆☆☆

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدالله وحده والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده

اما بعد! فقیر اس سال ۱۴۲۱ھ ماہ ربیع الاول کے اواخر میں مدینہ طیبہ سے واپس رفقاء سمیت جدہ ایئر پورٹ پہونچا۔ڈرائیور بدّو تھا اس کی گاڑی میں چند رسائل نظر آئے باجازت ڈرائیور فقیر نے وہ تمام رسائل اٹھا لیتے مختلف موضوع پر وہ کل تین رسالے تھے انمیں ایک رسالہ،،الوسیلہ،،عربی میں تھا کل ۴۰ ۵ صفحے ہونگے قرآن واحادیث اور ابن تیمیہ وابن کثیر وابن قیم کے اقوال سے ثابت کیا گیا کہ وسیلہ ہر طرح سے شرک ہے آیات واحادیث وہی جو مُتبوں اور بت پرستوں کے لئے وارد ہیں اور ابن تیمیہ مع اتباعہ خوارج کی نشانی۔۔

فقیر نے اس رسالہ میں صرف،،صحابہ کرام،کے متعلق احادیث نمونہ کے طور جمع کرکے اس رسالہ کا نام رکھا ہے،،الوسیلہ طریقۃ الصحابہ،،اہل اسلام یقین کریں کہ صحابہ کرام سے لیکر تا حال سوائے ابن تیمیہ مع اتباعہ اور محمد عبدالوہاب نجدی کے وسیلہ کا کوئی منکر نہیں ابن تیمیہ مع اتباعہ اور محمد بن عبدالوہاب بالاتفاق خوارج (خارجی فرقہ) ہیں۔ ایک اہل اسلام کے اختیار ہے کہ وہ خوارج میں شامل ہوں یا جمہور اہل اسلام کے ساتھ رہیں۔ وماعلینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد وسیلہ بنیادی مسئلہ ہے بہت سے مسائل اسی پر موقوف ہیں اہلسنت کو انہی مسائل کی بنیاد پر وہابی دیوبندی مشرک گردانتے ہیں فقیران کا اور اہلسنت کا موقف عرض کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم راضات۔

عقیدہ وھابیہ نجدیہ :۔

حضرت انبیاء و اولیاء کو وسیلہ نہ بنائے اور اگر ان کو وسیلہ اور سفارشی سمجھے تو وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔

اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعایتی بہتیرا ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اس لئے رعایتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اور ان کا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں تاکہ انہیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ وہ بڑا رحیم و کریم ہی وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اس کو یاد رکھے وہ آپ ہی اسکو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے (تقویۃ الایمان ص ۳۸)۔

یعنی جو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی، اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی (تقویۃ الایمان ص ۶)۔

سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۸)۔

عقیدہ اہلسنّت:

حضرات انبیاء واولیاء درگاہ الٰہی میں وسیلہ ہیں۔اوران کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے اورانکی برکات وسیلہ سے مشکلات آسان ہوتی ہیں۔

قرآن (۱)یا ایھا الذین لآمنو اتقو اللہ ج۔اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو۔ وابتغو الیہ الوسیلۃ وجاھدو افی سبیلہ لعلکم تفلحون مجھاد اور خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔اوراسکی راہ میں جہاد کروامید رکھو کامیاب ہوجاؤ گے۔(ص۶ فائدہ)۔

(۲)وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفرو ا ہ(سورۂ بقرپ ا ع ۱۱)اوروہ اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

(۳)ولوانھم اذظلمو اانفسھم جاؤک فاستغفرو االلہ واستغفر لھم الرسول لوجد وااللہ تو ابارحیما (سورہ نساء پ۵ع۶)۔اوراگروہ جب اپنی جانوں پرظلم کریں تواے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اسکی سفارش فرمائے توضروراللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان پائیں۔

فائدہ: انکے علاوہ بکثرت آیات ہیں تبرکاً انہی تین پر اکتفا کیا گیا ہے تفصیل فقیر کی تصنیف ،،الوسیلہ،، میں پڑھئے۔

احادیث مبارکہ:

(۱)عن سورھل تنصرون الابفعفائکم بدعوتھم واخلاصھم (جامع صغیرص۱۸۳ج۲)حضرت سعدرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم مدد نہیں کئے جاتے مگر بوسیلہ اپنے کمزوروں کے انکی دعاؤاخلاص کی وجہ سے (فائدہ) اس روایت سے ثابت ہوا کہ صنفاء یعنی محبوبان خدا کی برکت اوروسیلہ سے اللہ تعالیٰ۔اسکی مزید توضیح آتی ہے۔

(۲) جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کے ساتھ مل کر قبر تیار کی اپنے مبارک ہاتھوں سے مٹی باہر نکالی اور جب قبر تیار ہوگئی۔

فلما فرغ دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فاضطجع فیه ثم قال: الحمدلله الذی یحیی ویمیت وهو حیی لا یموت ، اغفرلامی فاطمه بنت اسد ولقنها حجتها ، واوسع علیها مد خلها بحق نبیک والنبیآء الذین من قبلی فانک ارحم الرحمین (حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۲۱)۔ پس جب قبر بنانے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قبر میں لیٹ گئے اور کہا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئیگی (اے اللہ) میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کی مغفرت فرما اور قبر میں نکیرین کو جواب دینے کی توفیق عطا فرما۔ اور قبر کشادہ کردے۔ اپنے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو ہم سے پہلے انبیاء اکرام ہیں اُن کے۔۔وسیلے سے بیشک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

(۳) عن ابی سعید ن الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من خرج من بیته الیٰ الصلوٰة فقال اللهم انی اسئالک بحق السائلین علیک واسئالک بحق ممشای هذا فانی لم اخرج اشر ا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعة وخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الا انت اقبل الله علیه بوجهه واستغفرله سبعون الف ملک ۔ (ابن ماجہ ص ۵۷)۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلا نماز کی طرف پھر اس نے کہا۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ سے سوال کرنے والوں کے۔۔وسیلے سے

اور نماز کی طرف اپنے چلنے کے وسیلے سے۔ بیشک میں تکبر و غرور اور ریا کاری اور نمائش کے لیے نہیں بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا چاہتے ہوئے نکلا ہوں پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ کو آگ سے بچا اور میرے گناہ معاف فرما، بیشک تو ہی۔۔ گناہ معاف فرماتا ہے (جو یہ دُعا کرے) تو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص اس پر متوجہ ہوتی ہے اور اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

معمولات صحابہ (رضی اللہ عنہم) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر مشکل کے وقت بارگاہِ حق میں وسیلہ پیش کیا چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

من انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انا کنا نتوسل الیک نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون . (بخاری شریف ص ۱۳۷ ب ۴ ج ۱)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں اسطرح دعا کی اے اللہ ہم تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ کیا کرتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا اور ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیراب کردے کہا راوی نے تو وہ سیراب کردیے گئے۔

فائدہ

اس حدیث شریف مزید وضاحت فقیر کے رسالہ ،، بالاشخاص ،، میں دیکھیے۔

نابینا صحابی:

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضی البصراتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ادع اللہ ان یعا فینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیرلک قال فلا عہ قال خاصرہ ان یتوضاء وفیحسن وضوئہ

ویدعو بھذا الدعا اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی ۔(ترمذی شریف ص ۵۱۵ ج ۲)۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک مرد کمزور بینائی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مجبوری سے عافیت دے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے عرض کیا کہ حضور دعا کر دیں راوی نے کہا کہ حضور نے اسکو وضو کرنے کا حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمہ محمد کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں ۔ اے نبی میں تمہارے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی ہو جائے ۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں صاف صاف ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابی کو وسیلہ کا طریقہ خود سکھایا اور بیہقی شریف میں ہے کہ اس وسیلہ کی برکت سے وہ نابینا ہو گیا ۔

وسیلہ آدم علیہ السلام:

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلیہ اللہ علیہ وسلم لما اقترف ادم الخطیئۃ قال یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یآدم وکیف عرفت محمد اولم اخلقہ قال لانک یارب کا خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فراء یت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تصنف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الی واذا سالتنی بحقہ قد غفرت ولولا محمد ما خلقتک

(بیہقی۔حاکم(مواہب الدنیہ ص۱۲ج۱)۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی۔انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام خطا سے ملوث ہوئے تو انھوں نے عرض کی اے رب میں تجھ سے بوسیلہ محمد کے سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کو کیسے پہچانا کہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا ہے۔عرض کیا اے رب جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی۔تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب مخلوق کا نام ملایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے جب تو نے ان کے توسل سے سوال کیا ہے تو میں نے تیری مغفرت کردی اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔

فائدہ:

یہ روایت میں نے اس لئے نقل کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ بابائے آدم علیہ السلام کی وسیلہ سے مشکل حل ہوئی۔وسیلہ شرک ہوتا تو بابا آدم علیہ السلام ہرگز یہ عمل نہ کرتے اور حدیث بھی صحیح ہے اسکی تحقیق ندائے یارسول اللہ، اور میں حدیث میں دیکھئے)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ:

عن عبداللہ قال سمعت ابن عمر یتمثل بشعرابی طالب۔حضرت عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عمر سے ابوطالب کا یہ شعر سنا:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ط ثمال الیتامی عصمة للارامل

وقال عمر بن حمزة حدثنا سالم عن ابیه وربما ذكرت قول الشاعر وانا انظر الی وجه النبی صلی الله علیه وسلم یستسقی فما ینزل حتی یجیش كل میزاب۔(بخاری شریف ص۱۳۷ج۱)۔

اور قسم ہے اس گورے چہرہ کی جسکے وسیلے سے بادل سے سیرابی طلب کیجاتی ہے یتیموں کا ماوی اور خاکساروں کی پناہ ہے۔عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے حدیث بیان کی کہ بسا اوقات میں شاعر کا یہ ذکر کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف نظر کرکے سیرابی طلب کیجاتی ہے تو بارش ہونے لگتی یہاںتک کہ ہر پرنالہ بہنے لگتا۔

فائدہ:۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بارش چاہتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ اقدس کے وسیلے سے بارش طلب کرتے تو بارش ہو جاتی

اعرابی صحابی:

عن انس بن مالک انه قال جاء رجل الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله هلکت المراشی وقتطعت السبل فادع الله فد عا الله فمطر نا من الجمعه الی الجمعه فجاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله تهذمت البیوت وتقطعت السبل وهلکت المواشی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم علی ظهور الجبال والا کام بطون الاوم یة ومنابت الشجر فانجابت عن المدینة انجیاب الثرب . (بخاری ص ۱۳۹ جلد اب ۴)۔

حضرت انس بن مالک سے مروی انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ جانور ہلاک ہونے لگے اور راستے بند ہوگئے اللہ سے دعا کیجیے تو حضور نے اللہ سے دعا کی تو جمعہ سے جمعہ تک ایک ہفتہ برابر بارش ہوئی تو وہی شخص پھر خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مکانات گرنے لگے اور راستے بند ہوگئے اور جانور مرنے لگے تو۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر برسا۔ اور وادیوں اور باغوں میں بارش کر تو وہ ابر شہر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا اپھٹ جاتا ہے۔

فائدہ: صحابی نے صحابہ کرام کے مجمع میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حل

مشکل کا عرض کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسکی استدعاء قبول فرما کر مشکل حل کردی۔ اگر وسیلہ بنانا شرک ہوتا تو سرکار کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کب برداشت فرماتے۔ اور اسکی استدعاء پر مشکل حل کرنے کے بجائے اسے وسیلہ سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کا بدوی کی درخواست قبول فرمانا ہمارے مسئلہ مذکورہ کا حل۔

مدار پر وسیلہ:

عن محمد بن حرب الهلالي قال اتيت قبر النبي صلى الله عليه وسلم فزرته وجلست لجذائه فجاء اعرابي فزاده ثم قال يا خير الرسل ان الله انزل عليه كتاباصادقاقال فيه ولوانهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجد والله توابا رحيما . وقد جئتك مستغفرامن ذنبي مشتشفعابك الى ربي وانشاء بقول يا خيز من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم نفسي الفداء لقبرانت ساكنه .فيه العفاف وفيه الجودوالكرم .ووقف اعرابي على قبره الشريف وقال اللهم انك امرت بعتق العبيد وهذا حبيبك وانا عبدك فاعتقني من النار على قبر حبيبك رفعتف هاتف بي باهذاتسنال العتق لك وحدك هلا مسالت جميع الخلق اذهب فقد اعتقناك من النار ابن النجار وابن عساكر (مواهب لدنيه ص۳۸۸ج۲)۔

محمد بن حرب سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ تو ایک اعرابی بدوی آیا۔ اور اس نے عرض کیا اے بہترین مرسلین اللہ نے تم پر سچی کتاب نازل فرمائی اور اسمیں یہ فرمایا اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کے لئے سفارش کرے تو اللہ کو بہت ضرور بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ تو میں آپکے حضور

اپنے گناہ سے مغفرت طلب کرنیکے لئے حاضر ہوا ہوں اور اپنے رب کی طرف آپکے وسیلہ سے سفارش چاہتا ہوں اور اس نے یہ شعر پڑھا:۔اے بہتران سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں تو انکی خوشبو سے گورستان معطر ہو جائے میری جان اس قبر پر قربان جسمیں آپ ہیں۔ اسمیں ہی جود وعفاف اور کرم اے جان پاک۔ پھر وہ اعرابی قبر شریف کے نزدیک کھڑا رہا اور اس نے کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اور تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں تو مجھے دوزخ سے آزاد کر اپنے حبیب کے مزار پر تو مجھے ہاتف نے آواز دی اے زرادی مانگنے والے صرف اپنے لئے مانگی کیوں مانگ رہا ہے تمام مخلوق کے لئے کیوں نہ مانگی جاؤ ہم نے تم کو دوزخ سے آزاد کیا۔

وسیلہ عبداللہ بن القرط باہل بیت:

حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ اپنا خط ابو عبیدہ بن الجرح کے نام یرموک میں بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔ عبداللہ جب مسجد سے باہر آئے تو خیال آیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔ اس لئے وہ روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرات علی ابن ابی طالب وعباس حاضر تھے۔ امام حسن حضرت علی کی گود میں اور امام حسین حضرت عباس کی گود میں تھے۔ حضرت عبداللہ نے حضرت علی وحضرت عباس سے عرض کیا کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ہر دو نے روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی:۔

اللھم انا نتوسل بھذا النبی المصطفے والرسول المجتبے الذی توسل بہ ادم فاجیبت دعوتہ وغفرت خطینۃ الاسھلت علی عبداللہ طریقہ وطوبت،،لہ البعدوایدت اصحاب نبیک بالنصی انک سمیع الدعاء۔

یا اللہ! ہم اس نبی مصطفےٰ ورسول مجتبےٰ (کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم کی دعا

قبول ہوگئی اوران کی خطا معاف ہوگئی) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو عبداللہ پراس کا راستہ آسان کردے اور بعید کو نزدیک کردے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کردے۔بے شک وہ دعا کا سننے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ اب جائیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر و عباس و علی و حسن و حسین وازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو رد نہ کرے گا۔ حالانکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں (فتوح الشام ص ۱۰۵ ج ۱)۔

فوائد (۱) مزارات پر جا کر حل مشکلات کیلئے صحابہ کی سنت ہے (۲) وسیلہ دیکر اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ (۳) محبوبان خدا کے وسیلہ سے مقصد کی کامیابی سے پُر امید ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (۴) اہل بیت کا عقیدہ کا اہل بیت کے وسیلہ جلیلہ سے مشکلیں میں الازنا حل ہوتی ہیں۔ (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ازواج مطہرات بھی اہلبیت ہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین) (۶) صحابہ کرام مطہرات امہات المومنین (رضی اللہ عنہم اجمعین) باہم شیر وشکر تھے۔ اختلاف اور جھگڑوں کا شوشہ دین سیاہ کی ٹولی نے چھوڑا ہوا ہے (۷) خلافت فاروق اسیطرح ان سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما برحق ہے۔ یونہی عثمان غنی وسیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما۔

مزید توضیح:

نفس مسئلہ یعنی صحابہ کرام کا طریقہ وسیلہ بطور دلیل کا یقین تو ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکلات کے وقت بارگاہ حق میں اسکے پیاروں کا وسیلہ پیش کرتے، لیکن اس روایت کا پس منظر بھی خالی از دلچسپی نہیں فقیر اسکی توضیح کرتا ہے تاکہ اہلسنت کا دل باغ باغ ہو کہ ایسے آڑے اوقات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف اور صرف وسیلہ سے کام چلانے واقعہ کا پس منظر۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں مجاہدین نے کافروں کے چھکے

چھڑا دیئے جب ملک شام کے اکثر اور قابلِ ذکر علاقے نصاریٰ کے ہاتھ سے نکل گئے اور مُسلمانوں نے وہاں فتح ونصرت کے جھنڈے گاڑ دیئے تو بادشاہِ روم "ہرقل" کو بڑی تشویش و پریشانی لاحق ہوئی اس نے آخری بار ایک کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی پوری قوت مجتمع کرنے کا ارادہ کرلیا اور کم وبیش پانچ لاکھ فوج جمع کرنے میں کامیاب ہوگیا ان میں ساٹھ ہزار وہ عرب باشندے بھی تھے جنہوں نے اپنا آبائی دین ترک کرکے نصرانیت اختیار کرلی تھی اب نصاریٰ ہی کی طرح مُشرک تھے انہوں نے میدانِ یرمُوک میں پڑاؤ ڈال دیا۔ لاکھوں کی تعداد کے مقابلے میں مسلمانوں صرف تیس ہزار تھے بظاہر کوئی مقابلہ ہی نہ تھا اس لیے نصاریٰ اور ان کے ہم عقیدہ عربوں کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے مگر مجاہدین اپنی جگہ بالکل مطمئن تھے انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت پر پُورا بھروسہ تھا ۔ جس کا اظہار انہوں نے امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ کے سامنے کیا جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ مشرک اپنی کثرت پر نازاں ہیں اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ وہ ناقابلِ تسخیر ہیں۔ میں ان کا یہ گھمنڈ مٹی میں ملانا اور بے غُرور توڑنا چاہتا ہوں اور عملی طور پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تعداد کی کثرت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ہم تعداد میں اگرچہ کم ہیں مگر ان کی کثرت پر بھاری ہیں۔ صورت یہ سوچی ہے کہ صرف تیس جاں باز مجاہد لے کر ساٹھ ہزار عیسائی عربوں کے مقابلے میں نکلوں اور اُن سے پنجہ آزمائی کروں اس طرح ایک غازی کے حصّے میں دو، دو ہزار کافر آئیں گے مگر مجھے تائیدِ الٰہی پر بھروسہ ہے کہ ہم تیس آدمی ساٹھ ہزار عیسائی عربوں کو بھگانے اور تہ تیغ کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے انشاء اللہ، اگر ہم نے یہ معرکہ سَر کرلیا تو جو مقامی نصاریٰ ہیں اُن کے حوصلے پست ہوجائیں گے۔ حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ نے حیرت سے حضرت خالد کو دیکھا مگر جب دیکھا کہ وہ سنجیدہ ہیں تو اس تجویز روزگار، کارروائی پر باقاعدہ عمل کی اجازت دینے کے لیے تیار ہوگئے۔ مگر تیس کی بجائے ساٹھ مجاہدین میدان میں لے جانے کا حکم دیا۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ صرف ساٹھ مجاہدین نے ساٹھ ہزار کافروں کا بڑی پامردی جراءت اور بے جگری کے ساتھ شام تک مقابلہ کیا؛ اور دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا آخر کار وہ تاب نہ لاکر پسپا ہوا اور پانچ ہزار آدمی کٹوا کر پیچھے ہٹ گیا۔

صرف دس مسلمان شہید ہوئے، پچیس دشمن کے تعاقب میں نکل گئے اور پانچ قیدی ہوئے جو بعد میں چھڑا لیے۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی قوتِ ایمانی، تائید ربانی پر بھروسہ، اسلام کے لیے جانفروشی اور دین کے لیے جان دینے کی زبردست خواہش کی زندگی بمائندہ مثال ہے، جس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ہی قوم ایسے جوشِ جنوں ،اور اعجازی ءانداز کا مظاہرہ کر سکتی ہے جن کے پیشِ نظر دنیاوی منفعت ،یا طلبِ جاہ و شوکت اور اپنی ذات نہ ہو بلکہ کوئی اعلیٰ اور آفاقی مقصد ہو۔

فتح و نصرت کے راز کا اظہار

مذکورہ بالا فتح ونصرت کی داستان حیران کن ہے لیکن اس سے حیرانی کی ضرورت نہیں اس لیے کہ اللہ والوں کے وسیلوں سے اس سے بھی بڑھ کر بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ یہاں بھی وہی وسیلہ نبی علیہ السلام کا کام آگیا۔ چنانچہ فتح و نصرت سے پہلے حضرتِ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تفصیلات ایک خط میں لکھیں اور عبداللہ بن قرط کو حکم دیا کہ یہ خط لے کر بارگاہِ فاروقی میں مدینہ طیبہ جائیں۔ اور آئندہ کے لیے ہدایات اور جوابات لے کر آئیں۔ حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ آٹھ روز بعد مدینہ منورہ پہنچے۔

عبداللہ صحابی کا عمل اور اہلسنت کی تائید

مدینہ پاک پہنچ کر حضرتِ عبداللہ اپنی ساری عملی کاروائی خود سناتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی بابِ جبرئیل علیہ السلام پر بٹھائی۔ اَتیتُ الرَّوضۃ وسلمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے دربار میں سلام پیش کیا۔ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔

وقبلث یدیہ وسلمت علیہ اور اُن کے ہاتھ چومے اور سلام کہا اور پر امیرِ لشکر حضرتِ ابو عبیدہ کا خط دیا۔

جنگ کی تفصیلات زبانی بھی سنائیں حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے تفصیلات سن کر کہا دشمن کی عددی برتری اور کثرت سے تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی معرکہ ہے جس کی تفصیلات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پہلے ہی بتائی ہوئی ہیں۔ اس کا انجام مسلمانوں کے حق میں ہوگا۔ اس لیے میدانِ جنگ میں جا کر مجاہدین کو تسلی دو اور خوشخبری سنا دو کہ فتح و نصرت ان کے قدم چُومے گی۔ حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھ دیا اور جنگی ہدایات جاری فرمادیں۔ عبداللہ وہ خط لے کر میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہونے کے لیے باہر نکلے اور الوداعی سلام پیش کرنے کے لیے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔

اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں اہلِ بیتِ نبوت کے چشم و چراغ حضرتِ امام حسن، حضرتِ امام حسین، حضرتِ ابنِ عباس اور حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور تلاوتِ کلامِ پاک فرمارہے تھے۔ حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کیا۔ پھر حضرتِ علی رضی اللہ عنہ اور ان جملہ ہمنشینوں کو عرض کیا آپ میرے لیے میدانِ جنگ میں موجود مجاہدین کے لیے دُعا کریں۔

حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ تمہیں چاہیے تھا کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے دُعا کراتے کیا تمہیں علم نہیں کہ اُن کی دُعا فوراً قبول ہوجاتی ہی ان کی شان یہ ہے کہ بقول نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو عمر نبی ہوتے اس کے علاوہ کتنی ہی آیات اُن کی رائے اور تائید و موافقت میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اُن سے دُعا کروالی ہے۔ اور اب آپ سے بھی دُعا کروانا چاہتا ہوں خصوصاً جب کہ آپ حضرات روضۂ اطہر کے قریب تشریف فرما

ہیں۔ اس موقع پر حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو معنی خیز نورانی دُعا کی وہ توسل کا بہترین ثبوت ہے اور اہلِ بیتِ نبوت کے عقیدے کی نمائندہ مثال ہے۔

آپ نے فرمایا

للّٰھم انا نتوسل بھذٰ ا النبی المصطفیٰ والرسول المجتبی الذی توسل به ادم فاجبت دعوته وغفرت خطیئته الا سھلت علی عبداللہ طریقه وطویت له البعید وایدتّ اصحاب نبیک بالنصرانک سمع الدعاۃ (فتوح الشام)

"اے اللہ ہم تیرے دربار میں تیرے برگزیدہ نبی اور منتخب رسول ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، آدم علیہ السلام نے جن کا وسیلہ پیش کیا تو تو نے ان کی دعا قبول کی اور لغزش معاف فرمادی یا خدا عبداللہ کا سفر آسان اور طویل راہ مختصر کردے اور اپنے نبی پاک ﷺ کے اصحاب کی مدد فرمایا، بے شک تو دُعائیں سننے والا ہے۔

انتباہ

اس سے بڑھ کر صحابہ واہلبیت سے ثبوت وسیلہ اور کیا چاہیے پھر وسیلہ کی برکت سے جو فتح ونصرت نصیب ہوئی وہ بھی مسلک اہلسنت کی مضبوط دلیل ہے۔

بلال بن حارث صحابی اور وسیلہ

خلاصۃ الوفاء میں ہے روی البھقی وابن ابی شیبہ بسند صحیح عن مالک الدار رضی اللہ عنه وکان خازن عمر رضی اللہ عنه قال اصحاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یارسول اللہ استسق لامتک فانھم قدھلکوا فاتاہ رسول اللہ ﷺ فی المنام فقال ائت عمر فاقرئه السلام واخبرہ انھم یسقون و قل له علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبرہ فبکی عمر قال یارب ماآلوا الا ماعجزت عنه

ترجمہ مالک دار رضی اللہ عنہ حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خازن تھے کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں بزمانہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ قحط پڑا تو ایک شخص (جس کا نام بلال بن حارث ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے پانی مانگیئے وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں اس شخص کے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ اور سلام کہو اور یہ خوشخبری پہنچاؤ کہ پانی برسے گا لوگ سیراب ہوں گے اور ان سے یہ کہو کہ تم ہشیاری کا التزام کرو وہ شخص حضرتِ عمر کے پاس آیا اور یہ ماجرا بیان کیا حضرتِ عمر زار زار روئے اور کہا اے پروردگار ہم قصور نہیں کرتے مگر اس چیز میں کہ ہم اس میں عاجز ہوتے ہیں۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے چند امور ثابت ہوئے ہیں۔

۱۔ توسل واستغاثہ اور عرض مدعا کے لیے مزارِ اقدس پر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانا۔

۲۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض مستغیث وتوسل سن لینا اور قبول فرمانا۔

۳۔ مستغیث کی خاطر اور تشفی فرمانا کہ خواب میں اگر اپنے دیدار و خطاب سے مشرف فرمانا۔

۴۔ مقصد براری کی بشارت

۵۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کو مستغیث کی معرفت اسلام و پیغام ومژدہ بھیجنا۔

۶۔ مستغیث کا حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام و پیغام اور مژدہ کا پہنچانا جو دلیل کامل ہے صدق رؤیا اور تقریر توسل کی مزار شریف پر حاضر ہو کر۔

۷۔ حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ان سب باتوں کی تصدیق اگر مزارِ مقدس پر توسل کے لیے جانا معاذ اللہ ممنوع اور شرک ہوتا تو فاروق اعظم سے کب اس کی تصدیق اور تقریر اور قبول فرماتے بلکہ متوسل پر حاضری مزارِ اقدس اور توسل کے

بارے میں ضرور انکار فرماتے یہاں قول وفعل صحابی سے توسل بعد وصال اور توسل کے
لیے مزار شریف پر حاضر ہونا ثابت اور محقق ہوا اور اپنے مقام میں ثابت اور مقرر و مسلم
ہے کہ قول وفعل وتقریر صحابی ہے قال الشیخ عبدالحق المحدث الدهلوی فی
مقدمته المشكوة اعلم ان الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين
يطلق على قول النبی ﷺ و فعله وتقريره و معنى التقرير انه فعل احدا
وقال شيأفی حضرت ﷺ ولم ينكره ولم ينهه عن ذلك
بل سكت وقررد كذلك يطلق على قول الصحابي وفعله وتقريره
وعلی قول التابعی وفعله وتقرير ه جب حدیث سے حضورت اقدس کے مزار
مقدس پر توسل کے لیے جانا اور اس توسل سے مراد کا پانا ثابت ہوا اور حدیث صریح قولی و
فعلی رسول اللہ ﷺ سے ہم ثابت کریں کہ توسل جس طرح انبیاء علیہ السلام کے ساتھ
جائز و مسنون یا مستحب ہے اس طرح اولیاء کرام کے ساتھ جائز و مستحب ہے اور جو امر
جائز ہے اس کے لیے سفر بھی جائز ہے ثابت ہوا کہ حضرتِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
مزارِ مبارک پر حاضر ہونا توسل کے لیے اور اس طرح دوسرے بزرگوں کے مزارات پر
جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ یہ اعظم قربات سے ہے شفاء الاسقام میں علامہ محقق تقی الدین
سبکی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں حدیث مذکورہ کی نقل کے بعد ومحل الاستشهاء ومن
هذا الاثر طلبه الاستسقاء من النبی صلی الله عليه وسلم بعد موته فی مدة
البرزخ ولا مانع من ذلك فان دعاء النبی صلی الله عليه وسلم لربه
تعالى فی بذه الحالته غير ممتنع وقدوروت الاخبار على ماذكرنا
ونذكرطرقامنه وعلمه صلى الله عليه وسلم بسوال من يسناله وروايضاً
ومع هذين الامرين فلا مانع من ان يسال النبی صلی الله عليه وسلم
الاستسقاء كما كان يسال فی الدنيا

ترجمہ ''اس اثر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عالم برزخ میں سرور عالم ﷺ سے

توسل اور استغاثہ کیا گیا حضور سے بارش برسانے کی طلب کی گئی اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں نہ اس کا کوئی مانع ہے اس واسطے کہ حضور علیہ ﷺ سے استمداد اور سوال کرنا اس حالت میں اور حضور کا سائل کے واسطے سفارش کرنا اور حق تعالیٰ سے دعا کر کے اس کی مراد بر لانا ممتنع نہیں ہے بلکہ اس باب میں احادیث وارد ہیں اور نیز حدیثوں سے ثابت ہے کہ عالمِ برزخ میں حضور سائل کے سوال کو سنتے ہیں حضور کو متوسل کے عرض و معروض کا بخوبی علم ہے تو جیسے حالت حیات دنیاوی میں حضور سے توسل کرتے کل مرادیں مانگتے مانند مینہ وغیرہ کے اگر عالم برزخ میں حضور سے کہ حیاتِ حقیقی حی قیوم کے ساتھ حی ہیں مرادیں مانگیں تو اس کا کوئی مانع نہیں ہے۔ خلاصتہ الکلام میں سید احمد دہلان رضی اللہ عنہ ایسا ہی فرماتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے لکھا ہے مع شئی زائد چنانچہ قال وروی البیقی وابن ابی شیبته باسناد صحیح ان الناس اصابھم قحط فی خلافته عمر رضی اللہ عنہ فجاء بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ الی قبرالنبی ﷺ وقال یارسول اللہ ﷺ استسق لامتک فانھم ھلکوافاتاہ رسول اللہ ﷺ فی المنام واخبرہ انھم یسقون ولیس الاستدلال بالرویاللنبی ﷺ فان رویاہ انکانت حقالکن لاتثبت بھاالاحکم لامکان اشتباہ الکلام علی الرائی لاشک فی الرویا وانما الاستدلال بفعل بلال بن حارث فی الیقظته فانہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیانہ بقبرالنبی ﷺ ونداؤ ہ لہ وطلبہ ان یستسقی لامتہ ولیل علی ان ذلک جائز وھومن باب التوسل والتشفع والاستغاثہ بہٖ ﷺ وذلک من اعظم القربات

(اس کا ترجمہ اور خلاصہ اوپر مذکورہ ہوا)

ازالہ وہم

بعض لوگ نجدی کے چیلے اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب کی بات ہے

ہم ان کے رد میں کہتے ہیں کہ یہ عام خواب نہیں نبی پاک ﷺ کی زیارت کا خواب ہے جو ہر شک وشبہ سے پاک ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے علاوہ ازیں ہمارا استدلال تو بلال صحابی کے عمل سے ہے کہ وہ خواب کے بعد اور پہلے جو کیا وہ ہمارا مدعا ہے مثلاً

ا۔ مزارات پر حل مشکلات کے لیے حاضری (۲) حضور علیہ السلام یونہی ہر صاحب مزار کو زندہ سمجھ کر عرض کرنا (۳) عرض کے بعد مشکل حل ہو جانا وغیرہ وغیرہ

توسل اعرابی اور صحابہ کرام

عن القبی ان اعرابیا جاء الی قبر النبی ﷺ فقال السلام علیک یارسول اللہ ﷺ سمعت اللہ یقول ولن انہم اذظلمو انفسہم جاؤک فاستغفر واللہ واستغفراھم الرسول لوجدو اللہ توابا رحیما وقدجئتک مستغفرا من ذنبی مشفعا بک الی امی ثم انشاء یقول

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمه

فطاب من طیبین القاع والاکم

روحی انصدا بقبرانت ساکنه

فیه العفافه وفیه الجودوالکرم

قال العتبی فغلتبنی بنای فرائت رسول اللہ ﷺ فی النوم فقال یاعتبی الحق الاعرابی وبشره یان اللہ قد غفرله رواہ ابن عساکر نی تاریخه وابن الجوزی فی شیر العرم دالا ماهیته اللہ فی تونیق عری الایمان

فائدہ

اعرابی کا مشہور قصوں میں سے اور تمام کتاب چاروں مذہب کے اماموں نے اور راویوں نے اس کو نقل کیا ہے مختلف روایتوں اور متفرق متعددہ حکایتوں سے جس سے توسل کا اثبات ظاہر و روشن ہے اور نیز زیارت اور توسل کے لیے مزار شریف پر حاضری

اور اس کا استحسان سلف سے مبرہن اور مزارات اولیاء ومشائخ کاملین اس حکم میں در باب توسل اس سے ملحق اور متعین اور اس کی تصریح اکابر کے کلام میں موجود اور متعین ہے شیخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں و حکایت اعرابی کے بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزیارت آمد وایں آیت راخواند مشہور است وجمیع ارباب مذاهب که تصنیف مناسک حج کروه اند ایں حکایت را آورده استحسان نموده وبسارے ازائمه اعلام باسانیدی که وارندروایت آن کرده محمد بن جرب هلالي گوید همليته آمدم وزیارت قبر صلی اللہ علیہ وسلم کردم وورمقابل آن شستم ناگاه اعرابی آمد وزیارت کرو وگفت یا خیرالرسل حق سبحانه وتعالیٰ کتابے برتو فرستاد صادق ودوروے فرمورولو انهم اذ ظلمو اانفسهم جاؤک فاستغفروالله الآیه من برتو آمده ام ستغفر از ذنوب خود ومستشفیع . بجنابِ تو دیگر یست وادیں ابیات انشانمود.

قطعه

یاخیرمن دفنت بالقاع اعظمه　　　فطاب من طیبین القِاع والاکم

نفسی الفداء بقبرانت ساکنه　　　فیه العفاف وفیه الجودوالکرم

بعدا ز انصراف اداآنحضرت راصلی الله علیه بخواب می بینم که میفر ما یداں مروراء درياب وبشارت وه که حق تعالیٰ اور ابشفاعتِ من مغفرت دا دوگناهان اورابخشید(فائده) شیخ .

توسل وعرابی اور علی المرتضیٰ:

مصباح الظلام فی المتغیثین بخیر الانام اور مواهب اللدنیه اور خلاصة الوفاء میں هے عن علی کرم الله وجهه قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بثلثة ایام فرمی

نفسہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحثا من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ ماوعین عنک وکان فیما انزل اللہ علیک ولوانھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی من القبر انہ قد غفرلک ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کی تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کو لپٹ گیا۔

اور قبر شریف سے ایک کپ مٹی لیکر اپنے سر پر رکھی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو فرمایا تھا ہم نے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے محفوظ رکھا ہم نے اسے آپ سے سیکھ کر محفوظ اور یاد رکھا آپ پر جو قرآن شریف اترا ہے اسکی ایک آیت یہ ہے ولوانھم اذ ظلموا انفسھم الیٰ آخرہ یعنی آپ کی امت جسوقت اپنی جان پر ظلم کرے یعنی کسی گناہ میں مبتلا ہو۔

پھر وہ اللہ سے استغفار کرے اور بخشش مانگے اور بخشش مانگیں ان کے لیے رسول اللہ ﷺ تو ضرور پائیں گے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رجوع برحمت کرنے والا نہایت رحم اور مہربانی کرنے والا بے شک میں نے ظلم کیا ہے اپنی جان پر یعنی مبتلا ہوا ہوں گناہ میں اور حاضر ہوا ہوں حضور کے پاس اس لیے کہ آپ ہمارے لیے اللہ سے مغفرت چاہیے اور بخشش مانگیے۔ اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ یقینا تیری مغفرت ہوگئی اور تو بخش دیا گیا۔ اس سے بھی مزار شریف کی حاضر اور عرض اور قبولیت اور توسل کا ثبوت ظاہر ہے۔

فائدہ

یہ طریقہ اگرچہ ایک بدو کا ہے لیکن حضور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تصدیق کرنا اور اس طریقہ کو جائز رکھنا ہمارے موضوع کے عین

مطابق ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور توسل

ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا، لوگوں نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فریاد کی۔ حضرت ممدوحہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کیطرف کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ کرے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی، اور اونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو عام الفتق کہتے ہیں۔ (مشکوۃ باب المناقب)

فائدہ

حضرتِ علامہ قاضی زین الدین مراغی فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہلِ مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔

علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔ ''آج کل اہلِ مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا وہ دروازہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (وفاء الوفاء)

اجماعِ اُمت

حضرتِ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے دسویں صدی میں یہ کتاب لکھی اور اس صدی تک مذکورہ بالا طریقہ وسیلہ اہلِ مدینہ میں موجود تک اس کے بعد نجدیوں کے دور تک یہی طریقہ جاری رہا۔ اسی سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کا طریقہ سنت صحابہ کے علاوہ تمام امت کا اجماعی اور متفق علیہ ہے اس کا منکر صرف اور صرف نجدی وہابی ہے یا پھر آج اس کے چیلے اور بس،

انتباہ

حضرتِ ام المومنین رحمۃ اللہ علیہا کا یہ فرمان وسیلہ اور توسل کے واسطے تھا یعنی دعا چاہنا آنحضرت ﷺ سے اور دریچہ کا کھلوانا اشارہ وتفاؤل تھا فتح باب مقصود اور دعائے حضرت عین رحمت وجود ہے۔

عقائد ومسائل اہلسنت کا حل

(۱) قحط کے دفاع کا طریقہ صلوۃ الاستسقاء ہے لیکن صحابہ تابعین نے اس کے بجائے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاں فریاد لے جانا خیر القرون سے جاری ہے اور یہی طریقہ اہلسنت کو نصیب ہے۔

(۲) ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بجائے روکنے کے اہلسنت کے دوسرے مسئلہ پر مہرِ مثبت فرمائی کہ انہیں مزار رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہو کر اظہار متصد کے بجائے مزار سے اینٹ ہٹانے کا حکم فرمایا تاکہ عوامِ اہلسنت کو سہولت نصیب ہو کہ مزارات پہ حاضری تمہارا کام ہے پھر مشکل حل کرنا اللہ عزوجل کا فضل وکرم خود بخود ہوگا وہ کریم ہے بہانہ، حیلہ وسیلہ بنانا نہ چھوڑو کام بن جائے گا کیونکہ

رحمتِ حق بہانہ می جوید بہا می جویت

وسیلہ کا طریقہ اہلِ اسلام کا اجماعی ہے۔"

آخری التماس

فقیر نے صحیح احادیث سے ثابت کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے وسیلہ کا ثبوت باہم پہنچایا ہے، اقوال المجتہدین اور تصریحات محدثین وفقہاء و علماء عمداً نہیں لکھے کیونکہ نجدی پرست اور محمد بن عبدالوہاب کے چیلے اگرچہ حقیقتہً قرآن و احادیث کو بھی نہیں مانتے کیونکہ جو آیت وحدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو گی اس کی غلط سلط تاویل کرتے ہیں اور علماء وفقہا کو کسی قطار میں شمار نہیں کرتے وہ سوائے ابن تیمیہ کے کسی کو کچھ سمجھتے ہی بلکہ وہ سوائے اپنے اور اپنے رنگ کے علماء و عوام کو مشرک و بدعتی اور کافر کہتے ہیں۔ اہلِ اسلام عوام ان کے ریال بے حال کی لالچ میں سمجھتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں وہی حق ہو گا حالانکہ بفتوائے امام شافی و دیگر جمہور علماء کرام و مفتیانِ عظام ابن تیمیہ و محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خوارج فرقہ کے افراد کہتے ہیں فقیر اہلِ اسلام عوام سے اپیل کرتا ہے۔

کہ صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا ان کے متعلق فقیر نے کافی مواد جمع کر کے آپ حضرات کی نذر گزارا ہے اب آپ کے اختیار میں ہے کہ ریال بے حال کی لالچ میں آ کر صحابہ کرام و جملہ اہلِ اسلام کے طریقہ کو نہ چھوڑیں اسی میں آخرت کی فلاح و بہبودی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ علیہ خیر خلقہ سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ

الطاہرین اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۹ ذیقعد ۱۴۲۱ھ بروز اتوار